انوار دعوت اسلامی

انوارِ دعوتِ اسلامی

حصہ اوّل

شاعر

امجد رضا رازی

ناشر

صدیقی پبلشرز

شاعر

امجد رضا رازی

ناشر

صدیقی پبلشرز

0300-2292637

حرف عجز

اگر منطقی قیاس وشعور کے موافق صغرائے شریعت اور کبرائے حقیقت کو دیکھا جائے تو ایک شکل بدیہی الانتاج چہرۂ طریقت میں نمودار ہوتی ہے یہی وہ صورت ہے جس کے حسن جہاں آرانے پردۂ ظلمت کو چیر کر اطراف واکناف عالم میں نور علم کی سرحدیں قائم کی۔ زمین ادراک میں سبزۂ معرفت کو اگایا اور خارہائے جہالت کی جگہ گل ہائے علوم پیدا کیے۔ جن کی مہک سے نخلستان عالم طرفہ بہار رہنا اور بوستان خزاں رسیدہ پروہ سحاب فیض برسایا کہ رخسار گل خواب عندلیبان چمن کی تعبیر بن گیا۔ اور غنچہ قلب وفکر کو نسیم عشق مصطفےٰ ﷺ سے شگفتگی بخشی۔ میری مراد سالک مسالک طریقت دانائے رموز حقیقت نسخہ کیمیائے سعادت عالم اسرار آیت عارف جزئیات معرفت امیر اہلسنت رئیس الفقہا والمتصوفین قدوۃ السالکین قبلہ جانم وکعبہ ایمانم سیدی وسندی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ جن کی چشم عنایت نے عطا کیا تو خوب عطا کیا مگر مساعد استعداد کے جو قبول قلب ہوا بوجہ عصیاں تصویر نسیاں ہوا، جو نقوش سینہ قرطاس پر ابھرے وہ رنگ فصاحت سے خالی اور منبع زبوں حالی ہوئے یہ اعتراف کیے بغیر فرار نہیں کہ عطائے مرشد کے اظہار ابلاغ کے لیے میں نا اہل نکلا لیکن ناامید نہیں یقین وجہ تسلی ہے کہ اگر طلب صادق اور نیت خالص رہی تو نگاہ شیخ اظہار مافی الضمیر کے قابل کر ہی دے گی۔ ورنہ حقیقت حال کو دیکھا جائے تو غالب واقبال اور ذوق ورضا بھی اس جملہ بے فیض سے نہیں بچ پائے کہ ان کا کلام ثقل سے خالی نہیں اور معنوی پیچیدگیوں کا شکار ہے اس نظریہ کے حامل افراد کے لیے میرا جواب وہی ہے جو ابوتمام حبیب بن اوس کا ہے کہ جب ابوالعمیثل اور ابوسعید کے سامنے انہوں نے اپنا یہ شعر پڑھا۔

فعز مافقد ما مادرك السوء ل طالبه ☆ هن عوادي يوسف وصواحبه

توانہوں نے کہالم لا تقول مایفھم ، کہ جو سمجھ میں آئے ایسا کیوں نہیں کہتے توانہوں نے اس نظریہ کا ابطال کرتے ہوئے فرمایا۔لم لا تفھم مایقال ۔ کہ جو کہا جائے وہ سمجھتے کیوں نہیں۔اور آیہء مبارکہ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ کے ظہور عمل کی طرف بھی اشارہ کردیا ۔میں مرزا غالب کی طرح یہ دعوی تو نہیں کرسکتا کہ

گنجینہء معانی کا طلسم اس کو سمجھیے

جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

اے عزیز!یہ شاعرانہ تعلّی انہی کا حصہ ہے تاہم میرے کلام کا کوئی شعر سمجھ میں نہ آئے تو اس کی توضیح کے واسطے راجع بسوئے اہل علم ہوجانا۔اور مجھے نشتر تنقید سے محفوظ رکھنا۔

یہ بات تو ہوتی چلی آئی ہے کہ احباب کی محبت کسی بھی کام میں مداخلت کیئے بغیر نہیں رہتی اس کتاب کی اشاعت کیلئے بھی میرے دیگر احباب کی طرح میرے خلیق جناب حافظ محمد عظیم اور جناب محمد عمر خلیل صاحب کی محبت بھی تجسیم اصرار کی صورت میں ظاہر ہوئی۔آخر میں میں عزیزم جناب قاری محمد رضوان حسین عطاری صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے بڑی محنت سے اس کو کمپوز کیا اور عزیزی جناب مولانا محمد صدیق عطاری المدنی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اسے آراستہ کرکے کتابی شکل میں ہدیہء قارئین کیا۔

اے عزیز اگر کلام میں کسی جگہ خوبیء شعر نظر آئے تو اسے مرشدی عطار کی نگاہ کریمانہ کا فیض سمجھ لینا اور اگر جہاں کوئی سقم نظر آئے تو اسے میری کم مائیگی پر محمول کردینا اور قبائے سخن کو چاک کرنے کی بجائے اس کی پیوندکاری کرتے ہوئے مطلع فرمانا۔اللہ کریم جل مجدہ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو خوشنودیء شیخ کا باعث بنائے۔آمین

رازی

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو مجاہد اہل سنت مبلغ دعوت اسلامی استاذی الکرم حضرت علامہ مولانا محمد ذوالفقار علی قادری رضوی عطاری دامت برکاتہم العالیہ کے نام انتساب کرتا ہوں جن کے نطق وکلام کی ادیبانہ تمارین سے کئی متلاشیان گہرادب تحصیل مقصد میں کامیاب ہوئے۔ جن کی لہجہ ءعطار میں ڈوبی ہوئی گفتگو سے کئی اجسام لسانیات جملیہ قبائے اخلاق نبویہ ﷺ میں چھپ گئے۔ جن کی ماہرانہ صلاحیتوں نے پنجہ ھائے ناکام میں تعمیر تصنیف وسخن کے لیے اپنے اقوال لطیفہ کی روح کو پھونک کر ایک ماہر کاریگر کی صورت میں بدل دیا۔ اور جن کے سایہء دست شفقت نے کبھی مہر الم کی دھوپ کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ اللہ کریم جل مجدہ ان کے سایہء دست شفقت کو ہمیشہ ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین

امجد رازی

امجد رازی کی منقبت نگاری

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید

عربی اور فارسی شاعری کی طرح اردو میں بھی مدح شیخ کی روایت بہت قدیم ہے یہ عقیدت نگاری کا ایک انداز ہے جس میں اپنے مرشد و شیخ اور سلسلہ کے بزرگ کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں ان اوصاف میں شیخ سلسلہ کے کردار کی خوبیاں اور ان کے تذکار کو منظوم کیا جاتا ہے۔ منقبت نگاری اگر چہ مدح کی ہی ایک صورت ہے مگر اس میں اور مدح میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ مناقب میں ان شخصیات کا بیان ہوتا ہے جن کا تعلق دین اور مذہبی عقائد و اقدار کے ساتھ ہوتا ہے جب کہ مدح محض دنیاوی حوالے سے معروف اور نمایاں اشخاص کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے اصناف شعر میں مدح نگاری کے اس فرق کو منقبت اور قصیدہ کے الگ الگ عنوانوں سے دیکھا جاتا ہے قصیدہ میں بادشاہان وقت اور زمانے کی معروف شخصیات کے اوصاف کا بیان ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنے بازوئے ہمت سے میدان فکر و عمل میں منفرد کارگردگی کا مظاہرہ کیا ہوتا ہے جب کہ مناقب جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے مذہبی اکابرین اولیائے عظام بزرگان دین کی مدح اور اوصاف پر مشتمل ہوتے ہیں منقبت میں صاحب منقبت کے ذاتی اوصاف شخصی محاسن اور ان خدمات کا ذکر ہوتا ہے جو اس نے دین کے حوالے سے کی ہوں ان کی خدمات میں اسلامی شعائر کی تبلیغ دینی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور مذہبی آثار و اقدار کی تعمیر و ترقی اور تحفظ و اجراء بھی وہ کام شامل ہیں جو خیر کے زمرے میں آتے ہیں امجد رازی کا موضوع منقبت بھی ایک ایسی ہی شخصیت

ہے جنہوں نے بہت کم عرصے میں اپنی سعی جلیلہ سے وطن عزیز کے ایک بڑے حصے کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ مستقل بنیادوں پر بہت سے ایسے مدارس مساجد اور ادارے قائم کیے جن سے لاکھوں طالبان علم دین فیض یاب ہو رہے ہیں امجد رازؔی نے اپنے مناقب میں شیخ عطارؔ کے ذاتی محاسن کے ساتھ ساتھ دینی کارناموں کو موضوع اظہار بنایا ہے جو اداروں کی صورت میں دین کا کام کر رہے ہیں ان میں تربیت قافلہ، جامعات المدینہ، جامعات للبنات ،مدرستہ المدینہ ،حفظ وناظرہ ،درس نظامی ،دارالافتاء اہلسنت ،شعبہء تدریس شعبہء تجوید وغیرہ وغیرہ شامل ہیں امجد رازؔی کی منقبت نگاری کا مرکزی موضوع خدمات دین کے انہی افکار وآثار کے تذکار پر مشتمل ہے ان کی منقبت نگاری کے مجموعے کا نام بھی اسی نسبت وحوالہ سے ہے یعنی **''انوار دعوت اسلامی''** جس میں انہوں نے اپنے شیخ کی سرپرستی میں چلنے والے انہیں اداروں کا ذکر کیا ہے جن کا حوالہ اوپر دیا گیا۔ ان نظموں کے علاوہ مجلس فیضان قرآن برائے جیل خانہ جات، مخصوص اسلامی بھائی (گونگے بہرے) مرکزی مدنی مجلس شوریٰ، اجتماع پاک، زلزلہ اور دعوت اسلامی اور دوسرے مسائل وافکار کے حوالے سے بھی اپنے شیخ کی خدمات دینی کو قلمبند کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ امجد رازؔی کی منقبت نگاری کا موضوع شیخ کے ذاتی اوصاف سے زیادہ ان کے کارناموں کے تذکار سے عبارت ہے یہ اردو کی معاصر منقبت نگاری کا ایک نمایاں پہلو ہے عام طور پر منقبت نگار ذاتی اوصاف اور کرداری محاسن پر زیادہ زور بیان صرف کرتے ہیں آج کے دور میں تبلیغی سرگرمیوں اور اشاعت دینی کے تقاضے اور صورتیں بدل گئی ہیں لہذا مناقب کے بیان میں یہ نیا پن بھی در آیا ہے اگر **''انوار دعوت اسلامی''** کے

مناقب اور منقبتی نظموں کو بغور پڑھا جائے تو درجہ بدرجہ تبلیغی کام کے ایک سلسلہ کا پتہ چلتا
ہے لیکن اس ذیل میں کیے جانے والے کاموں میں ایک تنوع ملتا ہے۔ بچوں سے عورتوں
تک کی تدریس، گونگے بہرے بچوں سے لے کر اسیران جیل تک کی تربیت کی کوششیں نیز
دعوت وتبلیغ کے حوالے سے مختلف نوعیت کے اجتماعات ان سب کے پیچھے ایک ہی مقصد کار
فرما ہے اور وہ مقصد تبلیغ ودعوت دین ہے **"انوار دعوت اسلامی"** کی نظمیں
ایک حوالے سے اس سارے تبلیغی وتنظیمی کام کا تعارف کرواتی ہیں ان نظموں میں اظہار کا
ماہرانہ پن نمایاں ہے الفاظ وترکیب اور جملوں کی برجستگی میں ایک لطافت ہے بعض قافیے
ایسے ہیں جو امجد رازؔی سے پہلے بہت کم کم استعمال ہوئے ہیں امجد رازؔی کی منقبتوں میں
ایک ریاضت اور محنت نمایاں ہے یہ آرٹ سے زیادہ کرافٹ کی نظیر نظر آتی ہے۔ بہت چھوٹی
عمر میں انہوں نے اظہار ابلاغ کے حوالے سے بڑے بلیغ تجربے کیے ہیں ان کے ہاں
دینی تلازمات کا سلسلہ بھی معنی خیز ہے الفاظ وتراکیب کا انداز عالمانہ ہے اور یہی وہ عناصر
ہیں جو ان کی منقبت نگاری کو دوسرے منقبت نگاروں سے منفرد ٹھہراتے ہیں ذیل میں ان
کے منقبتی کلام کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں جن سے ان کی شاعری کا تنوع اور
مہارت اجاگر ہوتی۔ مثلاً
نظم حالات شیخ کے دو بند دیکھیے۔

کنت کنزا مخفیا میں نکتہء بیدار ہے
باعث ایجاد عالم منبع انوار ہے
پرتو روشن سے شمع نور شعلہ بار ہے
اب شب ہجراں میں صبح دید کا اظہار ہے
عالم تاریک میں جو آمد عطار ہے

اسیرانِ جیل خانہ سے متعلق چند اشعار بلیغ دیکھئے۔

آرزوئے ساعت انجان کے تھے سب اسیر ۔۔۔ تھا رجیل کوئے حسرت انتظار زندگی

ٹوٹ کر مینائے عشرت دے گئی داغ فراق ۔۔۔ خون مجرم سے تھا دوری پر خمار زندگی

پھر تعلیم مرشد سے خمار زندگی کے تقرب کی طرف آتے ہیں۔

غازۂ تعلیم مرشد سے کھچے کیسے نقوش ۔۔۔ پر کشش لگتی ہے کتنی اب جدار زندگی

ہوگئے افراد ناامید پھر خوشحال دست ۔۔۔ پھر سے تخت ہست پر ہے اقتدار زندگی

مرکزی مدنی مجلس شوریٰ سے متعلق کتنے پرزور و پر مغز اور معنی خیز اشعار ہیں۔

ہوا نور تدبر سے شہود مجلس شوری ۔۔۔ فنائی الذات مرشد ہے وجود مجلس شوری

یہی راس جماعت ہے یہی مغز لطافت ہے ۔۔۔ کہ ہے عرش تعقل پر قعود مجلس شوری

جنم میں ارتباط شرع وملت کا تعمل ہے ۔۔۔ محیط سلطنت ہیں سب حدود مجلس شوری

اجتماع پاک سے متعلق اشعار میں لطافت شعری کو دیکھئے۔

ہوگئی ہے کس کی آمد اجتماع پاک میں ۔۔۔ اٹھتے ہیں نفحات سرمد اجتماع پاک میں

ملتا ہے پیراہن سنت کفن کے واسطے ۔۔۔ بٹ رہا ہے حسن مرقد اجتماع پاک میں

پھر اس کلام میں شعراء عرب کی پیروی کرتے ہوئے لفظ **ایضاً** سے قافیے کی تبدیلی کتنے خوب صورت انداز میں کرتے ہیں۔

نفع کامل کے لیے حاضر ہوئے ہیں خاسرین ۔۔۔ کھلتی ہے رمز فوائد اجتماع پاک میں

ملح شہر غوث سے نمکیں طعام خلق ہے ۔۔۔ بچھ رہے ہیں کیا موائد اجتماع پاک میں

امام فخر الدین رازیؔ علیہ الرحمہ کی نسبت سے لفظ رازیؔ کے تخلص کا بھرم رکھتے ہوئے ایک کلام زبان منطق میں تحریر کیا اور حوادثات زمانہ سے وجود موت کو ثابت کیا۔ دیکھئے چند اشعار!

ہاں سکون وحرکت وتجسیم کا تو ہے خمیر ۔۔۔ عالم محدث میں مسبوق العدم جوہر ہوا

خلطہء باہم کا پردہ بھی سرکنے کی ہی بات　　قضیہء کلمات میں پھر اصغرو اکبر ہوا

امجد رازؔی نے حرف روی کے ذیل میں اجتہاد سے کام لیا اور خوب طبع آزمائی کی ان کا یہ کلام ملاحظہ ہو۔

پیاسے کو دیجئے گا مئے عذب قافلہ　　مادامت الحیوت لگے ضرب قافلہ
ہے حکم مصطفےٰ کہ رہو تابع امیر　　جب کہ تحت شرع رہے صحب قافلہ

اس کلام میں بھی انہوں نے تبدیلی قافیہ کے جوہر دکھائے ہیں!

ہوگا سکوں لحد میں ملے عشرت دوام　　جھیلے سبیل حق میں اگر صعب قافلہ
کفار شہر نفس سے ہو جائے جدا　　تسکین جاں کے واسطے ہے شعب قافلہ

توقع ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کے اسلوب میں لچک آئے اور ان کا انداز بیاں زیادہ سے زیادہ عام فہم ہوتا چلا جائے اور عوام الناس کے اذہان وقلوب ان کے الفاظ وتراکیب کے متحمل ہوں ورنہ خواص کے لیے تو یہ گہر گرانمایہ سے کم نہیں۔ایک اور بات کہ جس کا ذکر ضروری ہے وہ ان کی اپنے شیخ سے بے پناہ محبت وعقیدت ہے یہ وہ مسئلہ ہے جو بحث وتنقید کا کبھی حصہ نہیں بنتا عقیدت نگاری میں ہر عقیدت نگار کی اپنی محبتیں اور عقیدتیں ہوتی ہیں اور وہ ان کے اظہار کیلئے آزاد ہوتا ہے اچھی عقیدت وہی ہوتی ہے جو عقیدہ کا تحفظ بھی کرے اور اچھے مدوحانہ مناقب وہ ہوتے ہیں جو اپنے وصف نگاروں کو تلقین بھی کرتے ہیں اور مناقب ومنقبت نگاروں کو شریعت کی حد کے اندر رہنے کی تربیت بھی کرتے ہیں۔ امجد رازؔی کی منقبت نگاری کا رخ دینی اقدار کی پاسداری کی طرف ہے اللہ انہیں اس میدان میں مزید احتیاط وآداب اور احترام وعقیدت کا جوہر عطا کرے۔آمین

ریاض مجید

حمد باری تعالیٰ

میرے مالک صانعِ صورت تو ہے
رازقِ کُل خالقِ خلقت تو ہے

سب جہاتِ عالمیں کا سامع تو
عالمِ کل صاحبِ حکمت تو ہے

تیرے در پر ہے جھکی ساری مخلوق
حاکمِ کل منعمِ نعمت تو ہے

خلوتِ نازاں میں ہے توہی خاموش
کثرتوں میں صاحبِ جلوت تو ہے

جلوہءِ خاموش تکتے ہیں سارے
کثرتوں میں صاحبِ وحدت تو ہے

مجرمِ ناکارہ ہے رازؔی تیرا
بخش اس کو صاحبِ رحمت تو ہے

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہر نہاں اب ہے عیاں مظہرِ یزداں تم سے
ظلمتِ شب میں ہوئی شمع فروزاں تم سے

لب پہ نیرنگئ دوراں کا نہیں قصہ مرے
اور ہی کہتی ہے کچھ جنبشِ مژگاں تم سے

اب نہیں تابِ شکیبائی مجھے کچھ پیارے
اڑتی ہے کہتی ہوئی خاکِ تن وجاں تم سے

دیدۂ تر نے کیا خوب تماشا آقا
جلوۂ مہر کو کہتے ہیں بیاباں تم سے

گلشنِ ہست میں ہے نغمۂ نکہت کا وجود
کیا مہکتے ہیں چمن میں تنِ ریحاں تم سے

پھر سے تجدیدِ نوا کے لیے آئے بلبل
ایسے خودرفتہ ہوا وہ گلِ خنداں تم سے

کیسی شوریدہ سری ہے نہ رہی کچھ بھی خبر
کیسے بے خود ہوئے ہم جلوۂ جاناں تم سے

مصحفِ عشق جو کھولا تو نظر آئی ہمیں
ہر ورق پر ہے عیاں زینتِ عنواں تم سے

غربتِ شب سے تھی ہر فرد پہ وحشت طاری
بزمِ ہستی میں ہے ہر سمت چراغاں تم سے

تیغِ فرقت کا نہیں کوئی بھی مرہم ہے غلط
زخم بھرتے ہیں خیالِ شہہِ خوباں تم سے

اُدُنُ مِنّی ہے اُدھر سے تو اِدھر شوقِ وصال
کیا سجی وقتِ لقا خلوتِ نازاں تم سے

پھر سجے بزمِ سخن وقت شبِ تار سراج
کہتا ہے رازیؔ افسردہ سخن داں تم سے

☆☆☆

تعارف امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ (بصورت منقبت)

كُنتُ كَنزًا مَخفِياً میں نکتہء بیدار ہے　　باعثِ ایجادِ عالم منبعِ انوار ہے
پرتوِ روشن سے شمعِ نور شعلہ بار ہے　　اب شبِ ہجراں میں صبحِ دید کا اظہار ہے
عالم تاریک میں جو آمد عطار ہے

سرزمیں کتیانہ کے گل کی ذارتو باس دیکھ　　بس کہ بلبل تارتار اب تو ردائے یاس دیکھ
ساعت تبریک تو انیس سو پچاس دیکھ　　وصل بلبل کے لیے گل سے جدا اب خار ہے
چشم ہستی پر عیاں اب جلوہء عطار ہے

کیا چہک میں گلشنِ ہستی کے ہیں سارے طیور　　چل رہی ہے ہلکی ہلکی ہر طرف باد سرور
ہو گیا چھبیس رمضان المبارک میں ظہور　　شکلِ خوشبوئے طرب حسنِ نظر گلزار ہے
چل پڑی بادِ بہار مرشد عطار ہے

سایہء آغوش ہی میں اٹھ گیا دستِ پدر　　عمر نوخیز اور بھائی ہو گئے صید قدر
راہ ساعت پر ہوا کیا اُمّ حضرت کا گزر　　چشم فرقت حالت تنہائی میں خونبار ہے
وسعت الفاظ سے باہر غم عطار ہے

پنجہ ء بیدادِ فتنہ سے ہوا گھائل وطن　　رہروِ گم گشتہ تھے افراد کے ایقان وظن
انشراح شرع احمد کی لگی ان کو لگن　　لشکرِ جہّال پر شمشیر بے زنہار ہے
حرکتِ امروز فردا تابع عطار ہے

واہ قسمت محفل وعظ ونصیحت کیا سجی   تارک عصیاں شعاری ہو گئے مجرم سبھی
چل پڑا پھر بزم میں جام مئے عشق نبی   خانۂ بطحا سے ہر کوئی مئے پندار ہے
حوض سنت پر قیام حضرت عطاؔر ہے

زہر نفرت کو کیا زائل حسیں تریاق سے   قیدیٔ الفت کیا ہر فرد کو اخلاق سے
کر دیا واقف سبھی کو بحر کی اعماق سے   ذات حضرت ذات حق کی واقف اسرار ہے
راز دار جزئیات معرفت عطاؔر ہے

پشت روح غیظ پر تطلیق بائن کی ضروب   ارض عفو و درگزر میں رحم کی لمبی سروب
دی معافی قتل پر قائم کیا حکم وجوب   کسر نفسی، عجز احسن، کا حسیں کردار ہے
اسوۂ اصحاب اربع پیشۂ عطاؔر ہے

پیر و مرشد ہیں ضیاء الدین احمد قادری   ہو گیا چاروں سلاسل میں دخول رہبری
نوک نعل عشق پر ان کے ہے تاج سروری   علم و عقل و عشق سے باربطیٔ افکار ہے
نسخۂ اکسیر عشق مصطفےٰ عطاؔر ہے

تھی فنائے عشق احمد کی پڑھی ایسی نماز   ارض طیبہ میں نہ مالک نے کیا بول و براز
بربط حضرت کی تاروں سے یہی نکلا ہے ساز   ناک بھی سنکی نہ، تادیب خیال یار ہے
اور کبھی پاؤں نہ پھیلے، عادت عطاؔر ہے

محفل معراج ہو یا محفل میلاد ہو — گیارہویں ہو عرس ہو دل ہر طرف سے شاد ہو
اولیاء کی چاہتوں سے اک جہاں آباد ہو — اولیاء وانبیاء کے علم کا پرچار ہے
دیکھ لو ظاہر جہاں میں جذبہ عطاؔر ہے

جانتے ہیں حشر میں سادات کی عزت ہے کیا — نسل نور احمدی کے باغ سے الفت ہے کیا
اتباعِ شرع احمد جذبہء سنت ہے کیا — جام عشق مصطفٰے سے کون یوں سرشار ہے
قیسِ صحرائے مدینہ دیکھ لو عطاؔر ہے

ہے دُرستی میں کیا نقشِ سویدا کس طرح — ہے رگِ ابلیس بھی نشتر رسیدہ کس طرح
ہیں علوم مستتران پر ہویدا کس طرح — باعث تسخیر عالم قوتِ گفتار ہے
عَلَّمَ الْقُرآنْ روئے حضرت عطاؔر ہے

ہیں خطیب شعر شعر نعت سے اٹھتا ہے غم — وقف مدحت عشق احمد میں ہوئی نوک قلم
کعبہءِ عشق آفریں میں بن گیا خوشتر حرم — اک طواف شور پیہم حلقہء اشعار ہے
بسکہ حسان العجم ہی سہراءِ عطاؔر ہے

فکر امت میں پریشاں رہتا ہے قلب حزیں — ماسوا اصلاح امت دل میں تو کچھ بھی نہیں
ڈھونڈنے سے بھی نہ رازؔی دیکھ پائے گا کہیں — ذات حضرت ہی ہدایت کا حسیں مینار ہے
مشعلِ راہ ہدایت خامہء عطاؔر ہے

☆☆☆

اصل مقصد (مدنی مقصد)

مرے ہم طریق وبیعت رکھو یاد اصل مقصد
کرو جب کبھی قیادت رکھو داصل مقصد

کرے نفس جب شرارت کرو اسکی تم خجالت
کرو قلب کی طہارت رکھو یاد اصل مقصد

سنو حکم شرع میں تم کبھی کاہلی نہ کرنا
رہے تم میں استقامت رکھو یاد اصل مقصد

کبھی ہو گمان فاسد تو بدل لو حسن ظن میں
نہ گرے کسی کی عزت رکھو یاد اصل مقصد

کبھی علم کے بھروسے بڑے شیخ جی نہ بننا
کرو تم حصول عبرت رکھو یاد اصل مقصد

نہ شکستہ ہو تعهد بنو صاحب تدیّن
کبھی لو جو تم امانت رکھو یاد اصل مقصد

کرو علم کو تفقد ہو عمل پہ بھی تفحص
کرو خیر پر بھی سبقت رکھو یاد اصل مقصد

ہیں نصیحتیں بہت پر کرو غور تم ذرا سا
ہے یہ جائے مصدریت رکھو یاد اصل مقصد

خم لفظ کی ادا میں نہ الجھ کے تم رہو یوں
یہ سخن نہیں عبادت رکھو یاد اصل مقصد

اسے جانو اسم اعظم لکھو لوح دل پہ بھائی
کرو اس کی تم تلاوت رکھو یاد اصل مقصد

ہے یہ اصطلاح مرشد "مدنی" ہے اصل مقصد
یہ فقط ہے اک حکایت "رکھو یاد اصل مقصد"

"مدنی" ہے اصل مقصد ہو شمار سیح رازی
مٹے تیری یہ حکایت "رکھو یاد اصل مقصد"

☆☆☆

''مدنی قافلہ''

پیاسے کو دیجیے گا مئے عذب قافلہ
مادامت الحیوات لگے ضرب قافلہ

گہر لطیف تم سے سمجھ لو کہ چھن گیا
عمر عزیز سے جو ہوا سلب قافلہ

احکام شرع کے لیے جدول پہ ہو عمل
سن لو رضائے پیر ہے بس قلب قافلہ

ہے حکم مصطفے کہ رہو تابع امیر
جب تک کہ تحت شرع رہے صحب قافلہ

غوث الوری ہیں حفظ مراتب کے واسطے
محفوظ کیوں جہاں میں نہ ہو عقب قافلہ

کھارے کنویں مٹھاس میں ہیں مثل انگبین
ڈالا تھا ایک قطرہ مئے عذب قافلہ

ایضا

آواز قیس اٹھتی ہے صحرائے نفس سے
پیاسے کو دیجئے گا مئے شُرب قافلہ

ہو گا سکوں لحد میں ملے عشرت دوام
جھیلے سبیل حق میں اگر صُعب قافلہ

کان عمل سے گوہر روشن کا ہے حصول
جاتی ہے سیدھی شہر جناں سرب قافلہ

چاہے اگر وصال حقیقی کے ہوں مزے
ہے اقتضائے عشق کہ ہو قُرب قافلہ

کفارِ شہر نفس سے ہو جایئے جدا
تسکین جاں کے واسطے ہے شُعب قافلہ

ظاہر ہے نور طیبہ جبیں نیاز سے
مولود اولیاء کا حرم صُلب قافلہ

رازؔی شراب علم کے ساغر بھرے ہیں سب
چلتا ہے دور جام مئے شُرب قافلہ

☆☆☆

تربیت قافلہ ''قافلہ کورس''

نور خدا کی ضیاء تربیت قافلہ
ظلمتوں میں رہنما تربیت قافلہ
علم و عمل کی کرن رونق بزم چمن
مژدۂ بادصبا تربیت قافلہ

غازۂ حسن صفات تزکیۂ خواہشات
حلقۂ اہل صفا تربیت قافلہ
شیشۂ قلب صمیم پرتوِ مہر قدیم
نور چراغ ہدیٰ تربیت قافلہ

رازیؔ شوریدہ سر مرتا پھرتو دربدر
ہوتی نہ جو رہنما تربیت قافلہ

☆☆☆

”مدنی نشست“

اصلاح سے عبارت مدنی نشست ہے یہ
اور نفس پر قیامت مدنی نشست ہے یہ

تہذیبِ خلق ہے اور تدبیر و مدنیہ ہے
تجسیم حسن حکمت مدنی نشست ہے یہ

کرتے ہیں مرشدی جب آیاتِ حق کی تفسیر
تفہیم سرآیت مدنی نشست ہے یہ

عہد کہن کی شکلیں پھرتی ہیں سب نظر میں
یعنی محل عبرت مدنی نشست ہے یہ

غم ہائے خاتمہ میں عصیاں شعار ہے جو
سن لے نوید رحمت مدنی نشست ہے یہ

سائل کو مرشدی دیں جام جواب شریں
علم و عمل کا شربت مدنی نشست ہے یہ

کل فرقہ اجابت آتا ہے شوق سے جب
سنتے ہیں اہلِ سنت مدنی نشست ہے یہ

نہلا بھی دے سبھی کو اور خشک بھی رہیں سب

برسائے ابر رحمت مدنی نشست ہے یہ

انوارِ حق ہیں گھیرے اطراف ربع مسکوں

بانوئے صبح عزت مدنی نشست ہے یہ

عطار کر رہے ہیں یوں تربیت اے رازیؔ

خلوت میں محو جلوت مدنی نشست ہے یہ

نوٹ: بحر رمل مثمن مشکول کے مصرع اول کے حشوین اور مصرع ثانی کے حشو اول میں زحاف تسکین کے ذریعہ فعلات سے فعلاتْ مشکول مسکن کیا گیا ہے اور مصرعہ ثانی کے حشو دوم کو مشکول رکھا گیا ہے تاکہ بحر مضارع مثمن اخرب کے التباس سے بچا جائے لہذا لفظ مَدَنی کا تلفظ فعلات مشکول پر کیا جائے گا۔

''جامعات المدینہ''

زمیں پر ہیں رشک قمر جامعات

گلستاں میں حسن سحر جامعات

سنائیں سیہ کار عالم کو ہیں

نوید نجات و ظفر جامعات

ویرزقہ من حیث لا یحتسب

ہیں شاخ عطا کا ثمر جامعات

ہر اک خاک کا ذرہ نجم علوم

بہائیں ہیں آب گہر جامعات

جہالِ زماں ہونگے مسند پہ پھر
زمیں پر نہ ہوں یہ اگر جامعات

ہے ساز شریعت سے تنظیم نو
دعائے ولی کا اثر جامعات

گرے قطرہ قطرہ بنے بحر علم
بہاتی ہے کیا چشم تر جامعات

واملی لھم ان کیدی متین
ہیں خوف خدا کی پہر جامعات

گلستاں کریں قبر تاریک کو
بجھائیں ہیں نار سقر جامعات

سمجھتے ہیں سب مل گئیں منزلیں
جو تکتے ہیں اہل نظر جامعات

سبھی فن ادب سے کھڑے ہیں یہاں
سکھائیں ہیں ہر اک ہنر جامعات

ہے جسم حسیں یہ جماعت اگر
تعین میں نقش کر جامعات

ہر اک شاخ علم و عمل سے لدی

اگائیں ہیں کیا کیا شجر جامعات

ہے اخلاق احمد ﷺ جو بنیاد میں

تو اخلاص ہیں سر بسر جامعات

دعا کر تو رازؔی رہیں تا ابد

حکومت کریں ارض پر جامعات

☆☆☆

"مدرسۃ المدینہ"

کتنا حسین مدرسہ کا ہے یہ انتظام

تزئین و حسن مُصحف حق کا ہے اہتمام

قرآن و سنت اس کی ہے خوراک مستنیر

ارواحِ خلق کے لیے کیا خوب ہے طعام

اطفال کے صدور میں ہے نور احمدی

دیکھو حریم طیبہ میں دل کا ہے کیا خرام

استاذ کے ادب میں یہ ہوتے ہیں سب کھڑے
قرآن ہی سے لیتے ہیں یہ نور احترام

ہوتی ہے تربیت کہ بدل دیں زمانے کو
توسیع شرع سے کریں توضیح خاص و عام

ہیں یاد مجھ کو سارے وہ لمحات آفریں
ذکر خدا و ذکر نبی تھا جو صبح و شام

چشم سرشک آباد ہے رازؔی کی مرشدی
دیدار رخ کا کیجئے اب کوئی اہتمام

☆☆☆

"حفظ و ناظرہ"

حسن عاجل ہے یہ حفظ و ناظرہ
نور آجل ہے یہ حفظ و ناظرہ

لـن تـنـالـو البر حتی تنفقوا
خیر کامل ہے یہ حفظ و ناظرہ

انتھو اخیر الکم بوما التناد

قہر پر سل ہے یہ حفظ و ناظرہ

یجعل الولدان شیبا فی التعب

دفع مشکل ہے یہ حفظ و ناظرہ

مہر محشر کی تمازت سے نہ ڈر

سر پہ جو ظل ہے یہ حفظ و ناظرہ

سینۂ ادراک ہے نور ازل

اس میں جو دل ہے یہ حفظ و ناظرہ

جب مثال چشم روشن روح ہے

آنکھ کا تل ہے یہ حفظ و ناظرہ

سب فدا پروانہ وار اس پر ہوئے

شمع محفل ہے یہ حفظ و ناظرہ

ہیں جماعت میں جو شعبے صد ہزار

ان میں شامل ہے یہ حفظ و ناظرہ

حضرت عطاؔر نے بتلادیا

دل کا غاسل ہے یہ حفظ و ناظرہ

احتیاج خضر رازی اب نہیں
ہم کو حاصل ہے یہ حفظ وناظرہ

☆☆☆

درس نظامی ''عالم کورس''

اٹھی بحر لطافت سے جو موج علم حقانی
فیوض ذات نے ساحل پہ پھینکا درِّ لاثانی

یہ درِّ فیض صد ہائے ہزاراں ہاتھ میں آیا
کسی حساس فطرت نے نہ اسکی قدر پہچانی

تھی گرداب حوادث سے چمک بھی کالعدم اسکی
کسی ادراک میں آئی نہ تھی یہ رمز ارزانی

کتاب دہر میں پھر باب حیرت لکھ دیا کسی نے
ہر اک کرنے لگا پھر بعد مدت صفحہ گردانی

یہی مضموں کہ تھا بحر لطافت کا وہ درِّ فیض
یہی درس نظامی ہے شعاع مہر قرآنی

ہوا روشن یہ خورشید و قمر سے بھی کہیں بڑھ کر
جہان اول و آخر میں پہنچی اسکی تابانی
چلی شمشیر بزاں کر دیئے ٹکڑے ملاحد کے
بسی توحید کی بستی ہوئی وہ فتح بلدانی

حدیث خواجہء کونین کے کھلنے لگے عقدے
تفاسیر کلام اللہ میں بھی ذوق عرفانی
ارے سینہ بہ از علم سفینہ علم ہے ہمدم
ابھی بھی ہیں نجیم ورازی وفراوطبرانی

جہان ایس سے عطار آئے لیس میں جسدم
اٹھے پھر وہ حکیم دہر بن کر فیض یزدانی
ہوا گہوارہء علم و عمل یہ شہر پر ظلمت
گداوئں کے سروں پر سج گیا پھر تاج سلطانی

بنایا نقشہء اصحاب اپنی اس جماعت کو
ہوا رشک چمن صحرا ہوئی یوں ختم ویرانی
رموز مستتر ہونگی عیاں اب چشم غافل پر
ملے گا تجھ کو رازی جامعہ سے فیض سبحانی

☆☆☆

''شعبہ تدریس''

یادگار صالحیں شعبہ ء تدریس ہے
اور ہجوم کاملیں شعبہ ء تدریس ہے

مسند اعلی پہ ہیں وارثان انبیاء
آفریں صد آفریں شعبہ ء تدریس ہے

کیا حقائق کیا لطائف ہیں عیاں تقریر سے
ہاں وقار خاطبیں شعبہ ء تدریس ہے

نور کی ہیں بارشیں رقص میں ہیں سب علوم
جلوہ ہائے دلنشیں شعبہ ء تدریس ہے

جزئیات علم ہیں فرد اسکی قوم کے
سلطنت میں شہہ نشیں شعبہ ء تدریس ہے

تو رضا کے قول سے کر نہ کوئی اختلاف
بس کہ پھر زہر حزیں شعبہ ء تدریس ہے

مستی ء عشق میں آ کے رازی دیکھ تو
فقر حق کی ساتگیں شعبہ ء تدریس ہے

☆☆☆

''شعبہ تجوید''

اب شہر تلاوت میں کھلا شعبہ ء تجوید
تصحیح تلفظ کی بنا شعبہ ء تجوید
کیا حسن مخارج سے ہے الفاظ کی تزئین
اعجاز تکلم کا ''دیا'' شعبہ ء تجوید

سن کر ہو جسے چاروں عناصر میں تماشہ
اس حُسن سخن کی ہے عطا شعبہ ء تجوید
ہوتا ہے تغائر جو تلاوت کی نہج پر
ہے سبعۃ احرف سے بنا شعبہ ء تجوید

تھا سات قبائل میں بھی رائج یہ طریقہ
اس رسمِ حَسن کی ہے بقا شعبہ ء تجوید
اسموں میں تفاوت ہے جو اعداد کے باعث
انواع میں بھی حل خطا شعبہ ء تجوید

افعال کی گردان میں تخلیل تناسب
اعراب میں بھی مشک ہدی شعبہ ء تجوید

اقسام کثیرہ ہوں کہ امثال جدیدہ
سب تار ہیں انکی ہے قبا شعبہء تجوید

ادیان میں بھی حسن تقابل کی روش ہے
اسلام میں بھی فہم رسا شعبہء تجوید

عطاؔر شب نیم جو کرتے تھے دعائیں
رازؔی ہوا محصول دعا شعبہء تجوید

☆☆☆

''دارالافتاء اہلسنت''

باغ دین حق کی نکہت دارالافتاء اہلسنت
سروِ دیں کی شکل قامت دارالافتاء اہلسنت

ارض ظاہر کی وسعت میں چرخ معنی کی رفعت میں
رکھتا ہے کیا تخت حکمت دارالافتاء اہلسنت

اجزاء جہالت کا مانع افراد شریعت کا جامع
ناہی و آمر کی صورت دارالافتاء اہلسنت

ہے غازہء تحسین ایقاں اور باعث تزئین ایماں
تصقیل دھار رضویت دارالافتاء اہلسنت

یہ ہدایت ہے بن کر آیا معطی وقاسم کا سایا

افرادامت پر حجت دارالافتاء اہلسنت

ہر اک مشکل ہوتی ہے حل کھلے ہیں اسرار مجمل

کرتا ہے کیا دفع عسرت دارالافتاء اہلسنت

فیض مرشد ہے یہ رازی ہوتی ہے اصلاح سازی

تنظیم حضرت کی دعوت دارالافتاء اہلسنت

☆☆☆

''خدام المساجد''

مجاہد اہل سنت کے یہ خدام المساجد ہیں

امیں دین رسالت کے یہ خدام المساجد ہیں

بسے توحید خالص سے جزائر ملک معنی کے

علم حسن ہدایت کے یہ خدام المساجد ہیں

عجب ڈھب سے ہیں نکلے جذبہء احساس یہ لیکر

محتسں دین فطرت کے یہ خدام المساجد ہیں

ہوئے جس کے اثر سے مردگان دھر سب زندہ

عناصر اس حرارت کے یہ خدام المساجد ہیں

ملے روح عقائد کو سکون قلب جس جا پر
محافظ اس عمارت کے یہ خدام المساجد ہیں

اٹھو رازی کرو جوش مسرت سے تم استقبال
مجاہد اہل سنت کے یہ خدام المساجد ہیں

☆☆☆

”جامعات للبنات“

ہے کلام حق کی جانب التفات — شرع کے اوزان میں تلتی ہے بات
نسخہ ءحکمت ہوئی ہر ایک ذات — ناز میں ہیں جزئیات کائنات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

ماہیت ان کی ہوئی کردار نور — مٹ گیا عالم سے اب فسق وفجور
اپنی اولادوں کو دیں عشق حضور — امن قائم یہ کریں شیریں صفات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

ہر کوئی ہے عشق احمد کی کرن — ہیں حیائے ذوالنوریں کی یاسمن
کانپتے ہیں خوف حق سے سب بدن — پورے کرتیں ہیں یہ فرض وواجبات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

ہیں لکھے قرطاس پر مضموں ادق کیا چمکتے ہیں سیاہی سے ورق

عشق احمد میں ہے ڈوبا ہر سبق ہر تکلم کو ہوا ہے اب ثبات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

ہے تصوف کے سبق کا دور بھی بحث میں ان کے ہیں مضموں اور بھی

اور ادب میں ہے وہ فکر و غور بھی ہو رہی ہے خوب ترحل لغات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

اسوہء ذات ھدیٰ ہے رہنما سر پہ ہے تطہیر زہرا کی ردا

ہاتھ میں تعلیم احمد کا لواء ٹوٹتے ہیں جہل کے اب سومنات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

بیٹیو،بہنوں سنو اک عرض تم اب چکا دو دین کا یہ قرض تم

کام اک ہی خود پہ کر لو فرض تم اہل سنت کی بنو سب خادمات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

شغل ہے قرآن اور تفسیر بھی ہو اگر تصنیف ہو تقریر بھی

ہو اگر تحذیر ہو تبشیر بھی ہے دعا رازؔی کی ہو سب کی نجات

کھل گئے ہیں جامعات للبنات

☆☆☆

’’مجلس فیضان قرآن‘‘ (برائے جیل خانہ جات)

قیدِ زنداں میں نہ تھا اک پل قرارِ زندگی
وادیٔ ظلمت میں ہوتا تھا شکارِ زندگی

آرزوئے ساعتِ انجان کے تھے سب اسیر
تھا رحیل کوئے حسرت انتظارِ زندگی

تھی مبیع جسم پر وہ دستِ بائع کی گرفت
مشتری حیرت میں تھا کیا ہے خیارِ زندگی؟

ٹوٹ کر مینائے عشرت دے گئی داغِ فراق
خونِ مجرم سے تھا دوری پر خمارِ زندگی

جہل کی چادر تنی تھی آسمانِ دہر پر
اور شبِ ظلمت میں ڈوبا تھا مزارِ زندگی

پھر جلانے کو چراغِ علم آئی قوم اک
علم کے ہے نور سے روشن دیارِ زندگی

پھر سے قرآن و کلامِ خواجۂ کونین سے
بڑھ رہا ہے خوب تر اب افتخارِ زندگی

غازہ، تعلیم مرشد سے کھِلے کیسے نقوش
پُر کشش لگتی ہے کتنی اب جدار زندگی

ہو گئے افراد نا امید پھر خوشحال دست
پھر سے تختِ ہست پر ہے اقتدار زندگی

اب اشاروں کی ضرورت کچھ نہیں باقی رہی
ہے بدیہہ الا مر جبکہ استعار زندگی

چشمِ حق بیں سے نظائر دیکھ رازیؔ خوب اب
گرتی ہے فردوس سے کیا آبشار زندگی

☆☆☆

مخصوص اسلامی بھائی ''گونگے بہرے''

ہیں فیض حضرت عطارؔ سے مکرم — تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم
اشاروں سے جواب مدعا دیں یہ — زبان خامشی سے سب بتادیں یہ
ادائے ناز سے آکر ہنسادیں یہ — کسی کو جب کبھی دیکھیں گے یہ مغموم۔
تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم

نظر آتے ہیں یہ خاموش سے بندے　　رہیں مستی میں یہ مدہوش سے بندے
یہ جذب عشق میں پر جوش سے بندے　　اگر چاہیں کریں موجود کو معدوم
تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم

یہی تو احتجاج زندگی سمجھے　　یہی تو ہیں مزاج زندگی سمجھے
فنا کو جو زجاج زندگی سمجھے　　قدر کی چال بھی ان کو ہوئی معلوم
تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم

ہدایت کے علم کو لے کے اٹھتے ہیں　　سر ظلمت کو پاوں سے کچلتے ہیں
مبلغ بن کے مرکز سے نکلتے ہیں　　یہ کرتے منتشر اجزاء کو ہیں منظوم
تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم

یہ فیض حضرت عطارؔ ہے یارو　　خموشی سے عیاں کردار ہے یارو
نکما جو تھا اب معمار ہے یارو　　سنو رازیؔ ہوئے عالم کے یہ مخدوم
تکلم سے سماعت سے جو ہیں محروم

☆☆☆

''مرکزی مدنی مجلس شوری''

ہوا نورِ تدبّر سے شہود مجلس شوری
فنافی الذات مرشد ہے وجود مجلس شوری

تباشیر شب تاریک کی سن لو حقیقت تم
چراغ عشق سے نکلا ہے دود مجلس شوری

نسیم صبح رحمت چل پڑی سارے گلستاں میں
چمن میں ہو گیا جسدم ورود مجلس شوری

طیور باغ ہستی کی زبانوں پر ہوا جاری
مکین عرش سنتے ہیں سرود مجلس شوری

عجب ہے اتفاق رائے ان اجزائے نکہت کا
کہ ہر گل پر نظر آئے کشود مجلس شوری

چلے ہیں سالکان دہر وصل ذات پانے کو
ارادت پر دلالت ہے نمود مجلس شوری

قتیل فتنۂ نوخیز ہر ہر فرد ہے اس کا
لیے تیغ وسناں نکلے جنود مجلس شوری

یہی راس جماعت ہے یہی مغز لطافت
کہ ہے عرش تعقل پر قعود مجلس شوریٰ

جنم میں ارتباط شرع وملت کا تعمل ہے
محیط سلطنت ہیں سب حدود مجلس شوری

ہوئی یہ منجمد کہ مہر ظلمت ہے تحیر میں
وجود ثلج آب حق جمود مجلس شوری

ذبیح دھار دنیا ہو گیا جو فرد مجلس تو
ریاضت پر اتر آیا مقود مجلس شوری

مثال روشنی مجلس کرے طے ہے سفر اپنا
جلے جاتے ہیں خود تائیں حسود مجلس شوری

رہے تنظیم جب تک ہے قیام مجلس تنظیم
ازل سے جب ابد تک ہے خلود مجلس شوری

اگر چاہے کہ عزت سے بنے نگران مجلس تو
تو کر اخلاص سے پوری قیود مجلس شوری

محیط آسمان وارض ہے ثقفِ تعرّج جو
تو پائے عرش سے محکم عمود مجلس شوری

طلب کیوں زخم خنداں کے لیے ہو زخم دوزی کی
دوائے درد ہے ججر الیہود مجلس شوری

چلو عطار نے رازی تجھے در پر بلایا ہے
سنائیں کاش یہ مژدہ وفود مجلس شوری

☆☆☆

"اجتماع پاک"

ہوگئی ہے کس کی آمد اجتماع پاک میں
اٹھتے ہیں فحات سرمد اجتماع پاک میں

دیکھتی ہے چشم عاشق رنگ طیبہ کے طفیل
جلوہ ہائے سبز گنبد اجتماع پاک میں

کاسہ لے کر ہیں کھڑے خورشید و مہ بن کر گدا
ہر طرف ہے نور احمد اجتماع پاک میں

ہم کہاں عزت کے قابل تھے کہ یونہی جا بجا
ہو رہی ہے کیا خوشامد اجتماع پاک میں

حوض طیبہ سے جو جاری چشمہء اخلاق ہے
دھل رہا ہے قلب اسود اجتماع پاک میں

بٹ رہی ہے نعمت فردوس آجاؤ ادھر
منتظر ہے اصل مقصد اجتماع پاک میں

امتحان استقامت میں رہو گے کامیاب
اور پھر انعام بے حد اجتماع پاک میں

طرفہء فیض ولایت ہے یہ شہر اولیاء
ہے قیام تاج و مسند اجتماع پاک میں

ضرب ذکر حق سے توڑو تم فصیل نفس کو
چلتی ہے تیغ مہند اجتماع پاک میں

ملتا ہے پیراہن سنت کفن کے واسطے
بٹ رہا ہے حسن مرقد اجتماع پاک میں

منتشر اوراق تخیلات تھے جو خلق کے
ازسر نو ہیں مجلد اجتماع پاک میں

ذوالفقار و اصغر و شہزاد کے ہو کر رکیب
آتے ہیں شہباز و امجد اجتماع پاک میں

ہیں شریک اخوۃ المحسنین احباب کثیر
حاضری میں ہیں اب وجد اجتماع پاک میں

دیکھ رازی رستخیز مرحبی کا شور تو
ہوگئی ہے کس کی آمد اجتماع پاک میں

ایضاً

کاش ہو دیدار مرشد اجتماع پاک میں
چشم ہجراں بھی ہو شاہد اجتماع پاک میں

روح سنت کی بقائے جاودانی کے لیے
بیٹھی ہے ذات مجدد اجتماع پاک میں

کیا عرب اور کیا عجم سب ایک صف میں ہیں کھڑے
آرہے ہیں عبد و سیّد اجتماع پاک میں

نفع کامل کے لیے حاضر ہوئے ہیں خاسرین
کھلتی ہے رمز فوائد اجتماع پاک میں

ملح شہر غوث سے نمکیں طعام خلق ہے
بچھ رہے ہیں کیا موائد اجتماع پاک میں

زاویے جسم تصوف کے کچھے جاتے ہیں کیا
ہو رہا ہے حال وارد اجتماع پاک میں

ہوتی ہے تصریف فطرت حسن معنی کے لیے
یعنی متصرف ہے جامد اجتماع پاک میں

ہر زباں دیکھو تنافر اور غرابت سے ہے پاک
ختم وصف نامساعد اجتماع پاک میں

گنج ہائے عالمیں عطار کے ہاتھوں میں ہیں
ہے عطا ان پر موکد اجتماع پاک میں

مل گئی پھر نعمت عظمی تجھے رازی اگر
ہو گیا دیدار مرشد اجتماع پاک میں

☆☆☆

''زلزلہ اور دعوت اسلامی''

ادائے قہر بن کر اک قیامت زلزلے میں تھی
جو بھولے تھے اسی جانب اشارت زلزلے میں تھی

وان من قریۃ الّا ونحن مھلکو ھا پڑھ
تباہی سے عیاں تصدیق آیت زلزلے میں تھی

جبین پائیداری سے ہوید اآب خجلت تھا
جہان تیرہ کی عدم قدامت زلزلے میں تھی

عروق زندہ میں آب رواں صید جموت تھا
فلک بھی زرد تھا گویا وہ ہیبت زلزلے میں تھی

صعوروح طفلان دبستاں سوئے عقبی تھا
جنود موت کی ظاہر قساوت زلزلے میں تھی

بیوت قوم بھی زندانیء تحت الثریٰ تھے سب
فضائے دہر پر کیسی ثقالت زلزلے میں تھی

فغان نیم شب سے دود ابیض اٹھ گیا جسدم
تو یوں لگتا تھا کہ صبح قیامت زلزلے میں تھی

بتا تو اژدھائے کہنہ کیا صدیوں سے تھا بھوکا
کہ خوان ارض پر تیری ضیافت زلزلے میں تھی

جبال ارض خوف قہر سے تھے پاش پاش ایسے
کہ گویا دست محشر کی ضرابت زلزلے میں تھی

ہے قصہ مختصر تھی ہر طرف بربادیء ظلمت
خبر خود کی نہ تھی ایسی ضلالت زلزلے میں تھی

طریق مستوی سمجھانے آئی قوم اک ایسی
عمامہ سبز پہنے وہ جماعت زلزلے میں تھی

حنوط باغ جنت دامن الفت میں لائے تھے
مثالیں تھیں نثار ایسی عیادت زلزلے میں تھی

خط محور وجود خلق میں تھا یوں ابھر آیا
مبلغ مثل کعبہ تھا جو دعوت زلزلے میں تھی

نماز و روزہ کی پابندیء محکم میں تھے پختہ
فرامین خدا کی کیا اطاعت زلزلے میں تھی

ہوئے پابند سنت جذبہء ایمان سے سارے
درود عشق کی ساری حرارت زلزلے میں تھی

یہی ہے عبرت انجام تو بھی یاد رکھ رازیؔ
سبھی اقوام کہنہ کی حکایت زلزلے میں تھی

☆☆☆

''موت کا یقین''

اے مرے بھائی تو منکر موت کا کیونکر ہوا؟
کیا عیاں تجھ پر حوادث کا نہیں منظر ہوا

کل نفس مہرا اثباث حدوثان وجود
حاصل ایقان کامل اسکو ہے سن کر ہوا

ہاں سکون و حرکت و تجسیم کا تو ہے خمیر
عالم محدث میں مسبوق العدم جو ہر ہوا

حرکت و تسکین میں تو ہے تضاد ظاہری
اک اگر معدوم ہو تو ذات میں چکر ہوا

گردش پیہم سے تو ہے تنکہ ء راہ اجل
یاد رکھ شکل حوادث کا بھی تو مظہر ہوا

امتناع زیر و بم کو ارتفاع تام ہے
انحصار وانحطاط ذات کا محور ہوا

زحل کا دور تسلسل جو قمر سے ہے محیط
اک دلیل حصر سے محصور یہ اختر ہوا

خلطہ ءباہم کا پردہ تھی سرکنے کی ہی بات
قضیہ ءکلمات میں پھر اصغر و اکبر ہوا

آفریدگار عالم ہے تنزل سے وراء
تو عروج زندگی میں طالب شہپر ہوا

آب بحر حکمت صانع محیط جزوکل
شبنم انوار سے مخلوط خطہ تر ہوا

کیا کلام و منطق و حکمت مباحث فی الاصول
لفظ ظاہر روح عارف کے لیے نشتر ہوا

تا قیامت کیا کوئی ہم کو جگائے گا بھلا
اب ہمارا کوچہ ءعطارؔ میں بستر ہوا

عشق رازیؔ کیوں بتان ظاہری کا ہو اسیر
مبداءفیضان ہی بس عشق کا رہبر ہوا

☆☆☆

""اشکبار آنکھیں""

بنا تھا جب کبھی سائل تھیں اشکبار آنکھیں
ملا تھا جب کبھی حاصل تھیں اشکبار آنکھیں

حصول صورت تصدیق عقل کو تھا مرے
ہوا جو اصل پہ فاضل تھیں اشکبار آنکھیں

خطا سے موضوع و محمول پاک تھے میرے
نتیجہ کی جو ہٹی سل تھیں اشکبار آنکھیں

کلام و منطق و حکمت تھی گرچہ میری زباں
ہوئے جو خام دلائل تھیں اشکبار آنکھیں

ھدٰی کی کرتا تھا تہذیب سے جو بحث طویل
اٹھے اراءۃ و موصل تھیں اشکبار آنکھیں

سبق تصوف عالی تھا شغل میرا ابھی
ہوا جو قادر و عامل تھیں اشکبار آنکھیں

جبال و بحر تھے حیرانیء مسلسل میں
جو دیکھا قلب یہ حامل تھیں اشکبار آنکھیں

تھا شکوہ مجھ کو کبھی تحت حکم رہنے کا
ہوا جو خالق و فاعل تھیں اشکبار آنکھیں

عدول کرتا رہا حق سے میں کبھی ناحق
کبھی جو توڑا تھا باطل تھیں اشکبار آنکھیں

دعائے خام پہ میں کفر حق کر دیتا
کئی تھی جب کبھی مشکل تھیں اشکبار آنکھیں

لڑا کبھی سے کہ اس کا نہ علم ہو ثابت
جو دیکھا خود کو بھی قائل تھیں اشکبار آنکھیں

کلیم چاک و گریباں خضر سے تھے جس دم
جو دیکھا خود کو بھی قاتل تھیں اشکبار آنکھیں

تھی دشت شوق میں مجنوں کو دید رخ کی طلب
اٹھا جو پردہء محمل تھیں اشکبار آنکھیں

خیال یار میں تھا میں تماشہء حیرت
ہوا جنوں مرا زائل تھیں اشکبار آنکھیں

میں پوچھتا تھا کبھی رستہ کوئے جاناں کا
ملا جو نقشہء منزل تھیں اشکبار آنکھیں

وصال کے لیے صحرائے نفس پہلے تھا
کیے تھے طے جو مراحل تھیں اشکبار آنکھیں

تھا آب عشق دیا کشت فکر کو اپنی
اگے جو سبع سنابل تھیں اشکبار آنکھیں

میں راہ کشف نظر کا اگرچہ تھا رہرو
ہوا جو نفس یہ حائل تھیں اشکبار آنکھیں

نہ باد خوش نہ فلک مہر قہر تھا مجھ پر
جو سر پر آیا کبھی ظل تھیں اشکبار آنکھیں

میں بزم پیر میں پہنچا مثال پروانہ
جلی جو شمع محافل تھیں اشکبار آنکھیں

تھی روئے حضرت عطاؔر پر نظر رازیؔ
ہوا حضور سے واصل تھیں اشکبار آنکھیں

☆☆☆

"ایک جواب"

چل پڑا میرا قلم اور کھل گیا میرا دہن
سن تو اب تقریر میری اے عدوے شیخ من

جبکہ تو جہل مرکب ہے تو پھر کیا حیثیت
درک ناقص پر جہالت پڑ چکی ہے لاکھ من

تو طریقت کو مقدم شرع پر کرتا ہوا
چل رہا ہے لاشعوری میں یہ کیا الٹا چلن

لفظ ظاہر جب نہ ہو معنیٰ کا کیسے ہو وجود
جب نہ بوئے پھول ہو تو کیسے مہکے گا چمن

یاد رکھ ماتحت ہوں تیرے اگر یہ خشک و تر
شرع کے تابع نہیں تو سب ہے یہ سحر کہن

صاحبانِ شرع ہیں استاذ تیرے گر عدو
کیا یہ لازم ہے کہ وہ طے کر چکے راہِ بطن

ہاں اگر وہ صاحبِ باطن ہیں تو لازم ہے یہ
صاحبانِ شرع ہوں اور راکبِ عنق زمن

ہر فقیہہ صحب بطوں ہوتا نہیں تو یاد رکھ
ہر کوئی ہے صحب باطن عارف فقہ و سنن
جبکہ تو عطارؔ کو تو صاحب باطن کہے
کیوں تو ان سے شرع کا منکر ہوا اے مرد ظن

بے شریعت تو طریقت آ نہیں سکتی کبھی
اے اسیر نفس کیوں کرتا ہے تو الٹے جتن
عقل چھن جائے حمایت آ ہی جاتی ہے ارے
آدمی رہ جاتا ہے بن کر اسیر راہزن

میں طوالت میں نہیں جاتا بتا اک بات تو
شمع محفل جب نہ ہو روشن رہے گی انجمن
سن طریقت عشق ہے عطارؔ اس سے متصف
اس لیے مائل نہ کر پایا یہ دور پر فتن

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق
ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باختن
بسکہ رازیؔ عشق مرشد میں تو کھو جا اس طرح
سردی و گرمی سے ہو مافوق یہ تیرا بدن

☆☆☆

''ایک وضاحت''

اے دشمن عطار ارے قیدی ء نخوت
تفہیم تکلم کی تجھے دیتا ہوں دعوت

کیا شیخ شریعت ہے تو کیا شیخ طریقت
آ تجھ کو بتا تا ہوں میں دونوں کی حقیقت

سن شرع محمد ہے کھلی راہ ہدایت
اور حوض اراءت سے تو پی جام اصالت

تو پردہ ء اجمال شریعت کو اٹھا کر
دیکھے تو نظر آئیں گی اقسام لطافت

ہے ظاہری معنی میں جو یہ وسعت عامی
ہے باعث اسلام کے یہ عام شراکت

اور وسعت باطن میں ہے اک معنی اخصاء
بس وجہ عمل اس میں ہے اک خاص سعادت

چڑھ جائے جو معراج تقرب کی یہ منہاج
دانائے شریعت اسے کہتے ہیں حقیقت

رکھ یاد کہ یہ شرع ہے اک منزل اول
اس منزل اول کی حقیقت ہے نہایت

ان دونوں کے مابین جو آتیں ہیں منازل
ہاں اہل تصوف اسے کہتے ہیں طریقت

ہر ایک کو اقسام ثلث ہوتیں ہیں لاحق
جن کی نہیں آئینہ ء الفاظ میں صورت

ہر مرتبہ ء خاص ریاضت کے سبب ہے
پیدا اسی سے ہوتی ہے کیفیت و حالت

ہر ایک کے جو معنی ء مضمر کو میں کھولوں
خاموش کھڑی تکتی رہے حیرت کو بھی حیرت

مقصو د نہیں شوکت الفاظ کا سکہ
یا علم تصوف میں ملے مجھ کو بھی شہرت

لکھتا ہوں ترے واسطے میں نکتہ ء روشن
امید ہے پڑھ کر تری سنبھلے گی طبیعت

یہ کلمہ ءطیب تو ہے ہر اصل کی بنیاد | جس پر ہے کھڑی مصحف وسنت کی عمارت
سنتا ہے جو لوگوں سے کہ معبود ہے وہ ذات | پھر معنی ءتوحید پہ گردے تو شہادت
ہے رفعت ایمان کا یہ درجہ ء اول | اہل اللہ اسے کہتے ہیں تقلیدی شریعت
تزئین عبادت ہے شریک اس کا نہ ٹھہرے | قائم کرے برہان تمانع کی عدالت
اک معنی میں ہو دوسرے معنی کا جو اظہار | یہ رستہ ءتقلید میں ہے شمع اصابت
جب درجہ ءثانی پہ پڑے ضرب دلائل | برہانی شریعت کہیں گے وجہ دلالت
جب عقل کو حاصل ہو یقیں باعث برہان | اور رشتہ ءایقان میں پیدا ہو جو شدت
طالب کے عبادت میں رہیں سارے مشاغل | پھر درجہ ءایمان میں آتی ہے حرارت
اس تیسرے درجہ میں ہے وہ حسن تعرج | بن جاتا ہے طالب بھی گل روض ریاضت
جب ارض طریقت میں قدم رکھتا ہے سالک | پھر علم میں آجاتی ہے اک نور کی حرکت
رہتا ہے جو ہر وقت خیال رخ محبوب | کہتے ہیں اسے فکر، رہے طالب جلوت
ہر وقت یوں رہنا رخ یار کا طالب | اول ہے طریقت کا یہی درجہ ءرفعت
ہو جاتی ہیں روشن جو کبھی عقل کی کوکھیں | پھر جلوہ ءمقصود کی ہوتی ہے زیارت
ہو جاتا اسلام جہاں صورت ایمان | یہ درجہ ءثانی ہے طریقت کی وضاحت
بن جاتا ہے ایمان جو ایقان کا پرتو | اور جلوہ ءمقصود کی مٹ جاتی ہے حسرت
ادراک میں آتا ہی نہیں اسم جلالی | اٹھتا ہی نہیں عقل سے پھر رعب جلالت
ہو حسن رخ یار میں جو غرق یوں سالک | یہ درجہ ءثالث ہے طریقت پہ صراحت

ہوجاتا ہے پھر علم کو جب عشق مقارن / آجاتی ہے پھر عارف کامل میں بداہت

کہتے ہیں حقیقت کا اسے درجہء اول / ہوجائے سواذات کے ہر چیز سے نفرت

جب آتش علم اس کی بھڑک اٹھتی ہے یکدم / اک نور سے اس علم میں آجاتی ہے قوت

کہتے ہیں حقیقت کا اسے درجہء ثانی / مشہود کو پالیتی ہے جب اسکی بصارت

بڑھ جاتا ہے پھر درجہ مشہود سے عارف / اور علم پہ چڑھ جاتی ہے جب عشق کی رنگت

مشرک نہیں ہوں کہتا ہے یہ عارف کامل / وجدان میں آجاتی ہے عرفان کی نکہت

ہوجاتی ہیں پھر بند حقیقت کی بھی راہیں / اور بحر فنا میں نہیں رہتی کوئی وسعت

یعنی کہ طریقت کا حقیقت ہوئی معنی / اور شرع محمد ہے طریقت پہ علامت

رکھ یاد تصوف تو ہے بس فقہہ کا محتاج / اور فقہہ تصوف کے بنا ضعف وعلالت

ہاں علم عقائد بھی معانق ہے انہیں سے / ایمان اسی علم سے بس ہوتا ہے مثبت

تو غور سے پڑھ شرح حدیث نبوی کو / ادراک میں تیرے ہے اگر نور فراست

احسان تصوف ہے تو ایمان عقائد / اسلام کو کہتے ہیں فقہ اہل اجابت

کیا خاص سے ہے اعم تو کیا اعم سے ہے خاص / پڑھ سلم وتہذیب کہ سمجھے کوئی نسبت

ہو تیرا سبق بازغہ یا صدرا، اشارات / کچھ ہاتھ نہیں آتا اگر اچھی نہیں نیت

ہوں کنز وہدایہ یا قدوری کی ہوں ابحاث / کیا فائدہ گر لطف عمل کی نہیں دولت

تو مسند تدریس پہ گر بیٹھ بھی جائے / حاصل ہوا کیا تجھ پہ خطا لے گئی سبقت؟

مرشد کے بنا کام بھی کوئی رہتا ہے کام / تو سوچنا تنہائی میں یہ مل جائے جو فرصت

سن معرفت و علم بھی ناکافی ہیں دونوں — بس عشق ہی ایمان کی کرتا ہے حفاظت

تو زعم کی وادی میں نہ جانا ارے ناداں — ہے گھات میں شیطاں تجھے کرتا ہوں نصیحت

عطارؔ ہیں گر شیخ طریقت تو یہ سن لے — لازم ہے کہ مانے تو انہیں شیخ شریعت

تو بغض نہ رکھ ان سے کوئی دشمن مولی — اچھی نہیں اولیاء اللہ سے عداوت

تاریخ کو پڑھ تجھ کو یہ ہو جائے معلوم — ان سے تو بغاوت ہے ہلاکت پہ ہلاکت

عطارؔ کا تو نقش قدم راہ خدا ہے — بھٹکے نہ مرید اور اور کبھی طالب بیعت

میری ہے دعا تیرے لیئے مولی کرے دور — عطارؔ کے صدقے میں تری قلبی کثافت

اے کاش سمجھ پائے تو رازیؔ کی یہ تحریر

پڑھ کر ترے چہرے پہ بہیں اشک ندامت

☆☆☆

منقبت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

امت احمد پہ احساں سیدی عطاؔر کے
تا ابد شاکر مسلماں سیدی عطاؔر کے

برسر پیکار ہیں یہ باغیان دین سے
سوز دیں سے پررگ وجاں سیدی عطاؔر کے

ہیں میان زہد کی شمشیر بے زنہار یہ
زیر قبضہ کشف کی کاں سیدی عطاؔر کے

پڑھ رہے ہیں عالم لاہوت کے طائر سبھی
نغمہ ہائے رفعت شاں سیدی عطاؔر کے

تھا حصول قرب روح مرتضی یوم الست
اور سر پر ابر فیضاں سیدی عطاؔر کے

عالم علوی وسفلی میں ہے پھیلی بوئے گل
ہیں گلستاں در گلستاں سیدی عطاؔر کے

جلوہ ھائے گل میں سب کے سب ہی محو دید ہیں
بلبل معنی غزل خواں سیدی عطاؔر کے

سنت احمد کا پیکر دست قدرت سے بنا
عکس سارے ہیں نمایاں سیدی عطار کے

داعیء تبلیغ دیں اور شرع کے نفاذ بھی
خوشہ چیں طفل دبستاں سیدی عطار کے

میں مجدد غوث وابدال وقلندر سب کہوں
ذات میں ہیں وصف پنہاں سیدی عطار کے

راکب عنق زمن بعد از قدوم غوث ہیں
عبد سارے ہیں جہاناں سیدی عطار کے

وائے ناداں نکلا تو ابن سقا کی طرز پر
آزمانے علم وعرفاں سیدی عطار کے

یوں نہ ہوتا اس قدر رسوا زمانے بھر میں تو
کھاتا درسے پارہء ناں سیدی عطار کے

دامن حضرت پکڑ کر مانگ لے عشق نبی
سامنے کر اپنا داماں سیدی عطار کے

ہاں عطائے خضر سے منہ موڑ کر میں نے کہا
ہے یہ دامن سوئے احساں سیدی عطار کے

بقعہء انوار بنتی ہے طفیل مرشدی
ہم مرید و گور تیراں سیدی عطآر کے

روئے حضرت دیکھ کر سب کرتے ہیں مشق سخن
رشک عالم ہیں سخن داں سیدی عطآر کے

خاتمہ بالخیر رازی ہوگا تیرا اس لیے
ہے اماں میں تیرا ایماں سیدی عطآر کے

☆☆☆

''منقبت امام اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ''

انجم تبلیغ تیرا ے رضا ے تاب تھا
تیرا سوز اندروں مہر دو عالم تاب تھا

عشق میں تھا تو فنائے فی رسول ہاشمی
دید احمد سے چرا جو وسط چشم ناب تھا

ہو گیا پی کر جسے منصور بھی شوریدہ سر
اس شراب معرفت کے جام سے سیراب تھا

رمز اسرار نہاں تیری خودی پر تھی عیاں
اور روشن تو طریق و شرع کا مہتاب تھا

پاک تھی تیری نگہ اور پاک تھا دل بھی ترا
تو حیائے ذوالنورین کا اک سنہری باب تھا

سنت احمد کا پیکر تھی تری ذات عظیم
شہر اخلاص عمل میں نقشہء اصحاب تھا

طرز شریں تو نے سیکھا تھا کتاب اللہ سے
عاشقان ماہ طیبہ کے لیے میزاب تھا

شہر بطحا سے مجدد کی سند تجھ کو ملی
انشراح کلمہء حق میں جزوِ اسباب تھا

آب بحر علم کے دریا رواں تو نے کیے
کر دیا سیراب جو بھی تشنہء سیراب تھا

شرح تخیل محی الدین کی تحریر تھی
اور قلم گویا امیر مجلس اقطاب تھا

تیری جانب آئی تھی قوم فلاح آخرت
آیہء انعمت کا ایسا طریق ثاب تھا

وضع واضع میں تو وضع اصل پر مبنی ہوا
ہونہ داخل جس پہ عامل ایسا تو اعراب تھا

موجد نظریہ ٔ دو قوم تھا تیرا دماغ
شاعرِ مشرق ابھی تک محوِ حسن خواب تھا

حملہ آور جب ہوئے تھے دین پر کچھ بھیڑیے
دین کو ان سے بچایا ایسا شیر غاب تھا

زلزلے ڈھاتا رہا ایوان نجدیت میں تو
ذوالفقار حیدری تھا روز احتساب تھا

یادرکھ رازؔی تو احسان رضا کو یادرکھ
اس کا ظاہر شر کیا جو بھی شریر الداب تھا

☆☆☆

امجد رضا رازی کی تصانیف

انوارِ دعوتِ اسلامی (مطبوعہ)

کلام رضا کے فنّی کمالات (غیر مطبوعہ)

صنفِ ہزار رنگ (دیوانِ سیدنا محمد ﷺ کا عروضی تجزیہ) غیر مطبوعہ

ردائے بخشش نعتیہ کلام (غیر مطبوعہ)

بحر العروض (غیر مطبوعہ)

تقدیس سخن (دیوان غالب کی بحور پر لکھی گئیں تصوفانہ غزلیں) (غیر مطبوعہ)